قربانی کیا ہے؟
عطائے مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ
مولانا محمد شاکر علی نوری
امیر سنی دعوت اسلامی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہﷺ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہﷺ

ان کے سوا رضاؔ کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

قربانی کیا ھے؟

☆ تالیف ☆
مولانا محمد شاکر نوری
(امیر سُنّی دعوتِ اسلامی)

ناشر:
مکتبہ طیبہ
مرکز اسماعیل حبیب مسجد، ۱۲۶؍کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی۔۳
فون: 022-23451292

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

عرضِ مؤلف

اسلامی تہواروں پر ایک اجمالی نظر ڈالنے پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی بھی تہوار اللہ سے غافل کرنے والا اور اس کی نافرمانی کا ذریعہ نہیں بلکہ ہر تہوار اللہ کی خوشنودی اور رضا کے حصول ہی کا داعی ہے کیوں کہ تہوار کے ذریعہ ہم خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور جو خوشی بھی ہم کو ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ تہوار کوئی بھی ہو خواہ وہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ، شبِ براءت ہو یا شبِ قدر، نکاح ہو یا عقیقہ ہر ایک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے ہے۔ مذکورہ تہوار یا تو کسی نبی کی یادگار ہیں یا قرآن کا فرمان، اگر ہم ان تہواروں کو اپنی طبیعت کا پابند کریں گے تو سوائے خسران کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا، بلکہ ان تہواروں کو غلط طریقے سے منانے پر خوشی کی بجائے آخرت میں عذاب ہوگا اور اگر یہی تہوار قرآن وسنت کے مطابق منائیں تو مزید خوشیوں کے حقدار بن جائیں گے اور آخرت میں اجر بھی پائیں گے۔ ان شاء اللہ

اس وقت آپ کے ہاتھ میں کتاب ''قربانی کیا ہے؟'' موجود ہے، اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ اچھی طرح جان لیں گے کہ قربانی صرف گوشت خوری کا نام نہیں بلکہ تَقَرُّبُ اِلَی اللّٰہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ ایک عظیم پیغمبر کا محبتِ الٰہی میں اپنی متاعِ حیات کو قربان کرنے کے جذبۂ اخلاص کی یاد ہے۔ دنیا کا ہر باپ اپنے بیٹے کی خاطر اپنی جوانی اور آرام کو اس لیے قربان کرتا ہے کہ بیٹے کو سکون کی دولت سے مالا مال کر دے، لیکن واہ رے حضرت خلیل آپ کی عظمتوں پر قربان کہ اولاً بیٹے کے لیے دعا کی اور جب مولیٰ عزوجل نے دعا قبول فرما کر بڑھاپے میں بیٹے کی نعمت سے سرفراز فرمایا تو

مولیٰ کے حکم پر اس کو ذبح کرنے کے لیے برضا وخوشی تیار بھی ہو گئے ۔ پتہ چلا کہ خلیل وذبیح ہوں یا کلیم وحبیب علیہم الصلوۃ والسلام ہر ایک کی آرزو اللہ کی رضا کا حصول ہی ہوتا ہے، قربانی بھی تقرب الی اللہ کا بہترین ذریعہ اور اخلاص کی بے نظیر مثال ہے ۔ کیا ہم حضرت خلیل وحبیب علیہما الصلوٰۃ والسلام کی سنت قربانی کو اسی لیے کرتے ہیں؟

اچھی طرح یاد رکھیں کہ ہم اپنے تہواروں کو جشن وطرب کے ذریعہ پراگندہ نہ کریں اور نہ صوتی آلودگی اور ناچ گانے، باجے تماشے سے گھٹن کا ذریعہ بنائیں اور نہ عریانیت وفحاشی وشراب وشباب کے ذریعہ منائیں جیسا کہ بہت سارے مواقع پر آپ دیکھتے ہوں گے، بلکہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، وہ زندگی کے ہر موڑ پر ہماری رہنمائی کرتا ہے، اس نے خوشی منانے کا بہترین طریقہ عطا فرمایا ہے چنانچہ ہمارا ہر تہوار انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت مبارکہ ہے، ہمارا دین پاک، ہمارے نبی پاک، ہمارا رب پاک لہٰذا ہمارے ہر تہوار میں روحانیت وپاکیزگی کے جلوؤں کی چمک اور دمک ہو اور ہم ناپسندیدہ کاموں سے کوسوں دور ہوں۔

بسا اوقات عدم معلومات کی بنیاد پر لوگ اپنی مرضی کے مطابق تہوار مناتے ہیں اور مقصد بھول جاتے ہیں ۔ اسی احساس کے پیشِ نظر قربانی کے مقاصد، فوائد اور طریقے اس کتاب کے ذریعہ آپ تک پہنچائے جا رہے ہیں ۔ ساتھ ہی عقیقہ کے فضائل ومسائل بھی ضمناً اخیر میں ہم نے ذکر کر دیا ہے تاکہ سنت رسول علیہ التحیۃ والثنا کا اِحیا ہو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے اور اسے عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ

طالب دعا
محمد شاکر نوری غفرلہ
(امیر سُنّی دعوتِ اسلامی)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ﷺ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماہِ ذی الحجہ اسلامی سال کا سب سے آخری مہینہ ہے اور قرآنِ پاک میں جن چار مہینوں کے حرمت والے ہونے کا تذکرہ ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ قرآنِ مقدس میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ”اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ“ بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے، ان میں چار حرمت والے ہیں۔ (پ۱۰، سورۂ توبہ آیت:۳۶)

حرمت والے چار مہینے، رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں ۔ مگر دیگر مہینوں پر ماہِ ذی الحجہ کی عظمت وفضیلت چند وجوہات سے ہے۔ یہ اجتماعِ عظیم کا مہینہ ہے کیوں کہ اس ماہ میں دنیا کے ہر گوشے سے مسلمان حج بیت اللہ اور زیارتِ خانۂ کعبہ کے لیے حدودِ حرم میں داخل ہو جاتے ہیں، یہ صبر کا مہینہ ہے کہ مسلمان عرفات کے میدان میں تپتی ہوئی دھوپ میں وقوفِ عرفہ کرتے اور بے شمار صعوبتوں کے باوجود محض رضائے الٰہی کے واسطے ”لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ“ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے خدائے وحدہٗ لاشریک کی بزرگی اور برتری بیان کرتے ہیں، یہی وہ مہینہ ہے جس میں مسلمان اللہ عزوجل کی برگزیدہ

بندی حضرتِ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد مناتے ہوئے صفا اور مروہ کی سعی کرتے ہیں۔

اسی طرح اس کی فضیلت اس طور پر بھی ہے کہ قرآنِ مقدس میں اللہ عزوجل نے اس ماہ کے عشرۂ اولیٰ کی قسم یاد فرمائی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَالْفَجْرِ وَ لَيَالٍ عَشْرٍ" اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔ (پ۳۰، سورۂ فجر آیت ۱،۲)

ایک تفسیر کے مطابق یہاں صبح سے مراد پہلی ذوالحجہ کی صبح ہے اور یہاں "لَيَالٍ عَشْرٍ" کے بارے میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

احادیثِ مبارکہ میں بھی اس ماہ کے فضائل بیان کیے گئے ہیں، خصوصاً اس کے پہلے عشرہ کی متعدد فضیلتیں وارد ہیں۔

عشرۂ ذی الحجہ احادیث کے آئینے میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے پیارے رسول دانائے خفایا وغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "مَا مِنْ اَيَّامٍ اَلْعَمَلُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشَرَةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَ لَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْئٍ" کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ کے نزدیک ان دنوں سے زیادہ کوئی نیکی محبوب ہو۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی مگر جب کہ کوئی شخص اپنی جان اور مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلا اور ان میں سے کچھ لے کر بھی واپس نہ آیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے کفار و مشرکین سے جہاد کرتا ہے، اس

کے بدن پر زخم آتے ہیں وہ انہیں برداشت کرتا ہے، اسے تکلیف ہوتی ہے وہ صبر کرتا ہے اور اپنی پیاری جان کا نذرانہ پیش کر کے مجاہد کا عظیم رتبہ حاصل کرتا ہے مگر اس کے باوجود جو شخص ذی الحجہ کے دس دن اللہ عزوجل کی عبادت اور اس کی طاعتوں میں گزار دے اس کی یہ نیکیاں مجاہد فی سبیل اللہ کی نیکیوں پر غالب ہو جاتی ہیں۔

عشرۂ ذی الحجہ کی عبادات

حضرت شیخ ابوالبرکات نے بالاسناد بیان فرمایا کہ حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرما رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص گانا سننے کا بہت دلدادہ تھا لیکن ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر صبح سے روزہ رکھ لیتا تھا، اس کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو بلا کر لاؤ، وہ شخص حاضرِ خدمت ہوا، آپ نے دریافت فرمایا کہ تم ان دنوں کے روزے کیوں رکھتے ہو؟ (کون سی ایسی چیز ہے جس نے تم کو ان دنوں کے روزوں پر ابھارا) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دن حج کے ہیں اور عبادت کے ہیں اور میری خواہش ہے کہ اللہ ان کی دعا میں مجھے بھی شریک کر دے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم جو روزے رکھتے ہو اس کے ہر روزے کے عوض تم کو سو غلام آزاد کرنے، قربانی کے لیے حرم میں سو اونٹ بھیجنے اور جہاد میں سواری کے لیے سو گھوڑے دینے کا ثواب ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عشرۂ ذی الحجہ کے روزے نفلی ہیں، ایسا نہیں کہ اگر کوئی شخص نہ رکھے تو گنہگار ہوگا، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ان دنوں میں روزہ رکھتے ہیں اور خدائے وحدہ لاشریک کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔ ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ان ایام میں روزے رکھ کر مذکورہ بالا فضائل و برکات کو حاصل کریں، اللہ عزوجل ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دن کو روزے رات کو قیام

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِّنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَّ قِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِّنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ" اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دن جس میں اس کی عبادت کی جائے، ذی الحجہ کے دس دن ہیں کہ اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات کا قیام شبِ قدر کے قیام کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت شیخ ابو البرکات نے بالا سناد حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے عشرۂ ذی الحجہ کی کسی تاریخ کو رات بھر عبادت کی تو گویا اس نے سال بھر حج اور عمرہ کرنے والے کی سی عبادت کی اور جس نے عشرۂ ذی الحجہ کے روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال عبادت کی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنی عظیم فضیلت ہے ذی الحجہ کے عشرہ کی کہ بندہ ایک روزہ رکھے اور مولیٰ عزوجل ایک سال کے روزے کا ثواب عنایت فرمائے، بندہ ایک رات قیام وعبادت میں گزارے اور مولیٰ عزوجل شبِ قدر میں عبادت کرنے کا ثواب عطا فرمائے۔ شبِ قدر جس میں عبادت کرنا ایک ہزار راتوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے، بندہ بڑی آسانی کے ساتھ عشرۂ ذی الحجہ کی کسی شب میں عبادت کر کے وہ فضیلت حاصل کر سکتا ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ اور اعمالِ صالحہ

جو شخص ان دس ایام کی عزت وقدر کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہ دس چیزیں اس کو مرحمت فرما کر اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔

۱۔ اس کی عمر میں برکت عطا فرماتا ہے۔
۲۔ اس کے مال میں برکت عطا فرماتا ہے۔
۳۔ اس کے اہل وعیال کی حفاظت فرماتا ہے۔
۴۔ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔
۵۔ نیکیوں میں اضافہ فرماتا ہے۔
۶۔ نزع میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔
۷۔ ظلمت میں روشنی عطا فرمائے گا۔
۸۔ میزان میں سنگینی (وزن) کر دیتا ہے۔
۹۔ دوزخ کے طبقات سے نجات عطا فرماتا ہے۔
۱۰۔ جنت کے درجات پر عروج عطا فرماتا ہے۔

جس نے اس عشرے میں کسی مسکین کو کچھ خیرات دی اس نے گویا اپنے پیغمبروں کی سنت پر صدقہ دیا، جس نے ان دنوں میں کسی کی عیادت کی اس نے اولیاء اللہ اور ابدال کی عیادت کی، جو کسی کے جنازہ کے ساتھ گیا گویا اس نے شہیدوں کے جنازہ میں شرکت کی، جس نے کسی مومن کو اس عشرے میں لباس پہنایا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے خلعت پہنائے گا، جو کسی یتیم پر مہربانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر عرش کے نیچے مہربانی فرمائے گا، جو شخص کسی عالم کی مجلس میں اس عشرہ میں شریک ہوا وہ گویا انبیا اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس میں شریک ہوا۔ (غنیۃ الطالبین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عشرۂ ذی الحجہ کی عزت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان دس ایام میں فرائض و واجبات کی پابندی کے ساتھ ساتھ حتی الامکان نفلی عبادتیں کرتا رہے۔ اگر ہم نے یقیناً اس ماہ کی عزت کی تو مذکورہ بالا فرمان کے مطابق ہمیں بے شمار برکتیں میسر آئیں گی۔

عشرۂ ذی الحجہ اور انبیائے کرام

شیخ ابوالبرکات نے بالا سناد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ذی الحجہ کے اول عشرہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو اپنی رحمت سے نوازا، اس وقت وہ عرفہ میں تھے۔ عرفہ میں حضرتِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی خطا کا اعتراف کرلیا تھا۔

اسی عشرے میں حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی سے نوازا (اپنا دوست اور خلیل بنایا) اسی عشرے میں حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ کی بنیاد رکھی۔ اسی عشرے میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلام کی عزت عطا ہوئی۔ اسی عشرے میں حضرتِ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لغزش معاف کی گئی۔ (غنیۃ الطالبین)

یوم عرفہ کی فضیلت اور اس کا روزہ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عرفہ سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں۔ عرفہ کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے اور زمین والوں کے ساتھ آسمان والوں پر مباہات کرتا ہے، ان سے فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو کہ پراگندہ سر، گرد آلود، دھوپ کھاتے ہوئے، دور دور سے میری رحمت کے امیدوار حاضر ہوئے۔ تو عرفہ کے دن سے زیادہ، جہنم سے آزاد ہونے والے کسی دن میں نہیں دیکھے گئے۔ (مسند ابن خزیمہ، حصہ چہارم ص:۲۸۲)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرفہ سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں فرماتا پھر ان کے ساتھ ملائکہ پر مباہات فرماتا ہے۔ (مسلم شریف)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے اللہ پر گمان ہے کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم عرفہ کے روزے کو ہزاروں دن کے روزوں کے برابر قرار دیتے ہیں اور دو سالوں کے گناہوں کی معافی۔ ایک سالِ گزشتہ اور ایک سالِ آئندہ کی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۴، ص۶۵۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ عرفہ کے دن اللہ عزوجل آسمانِ دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے۔
۲۔ آسمان والوں سے زمین والوں پر فخر کا اظہار فرماتا ہے۔
۳۔ عرفہ کے دن اللہ عزوجل کثیر تعداد میں گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔
۴۔ عرفہ کے دن روزہ رکھنا ایک سال پیچھے اور ایک سال آگے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔
۵۔ عرفہ کے دن روزہ رکھنا ہزاروں سال کے روزوں کے برابر ہے۔

لہٰذا ہمیں یومِ عرفہ جیسی نعمتِ عظیمہ کی قدر کرتے ہوئے اس دن ضرور روزہ رکھنا چاہیے اور اللہ کی اس نعمت سے بھرپور استفادہ کرنا چاہیے۔

ماہِ ذی الحجہ کی عظمت اور فضیلت اس وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ اس کی نسبت اللہ عزوجل کے دو برگزیدہ پیغمبر (حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام) سے ہے اور اس ماہ میں اللہ کی راہ میں ان کی دی ہوئی قربانی کی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔

ماہِ ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی سارے مسلمان قربانی کی تیاری میں لگ جاتے ہیں اور اللہ کی رضا کے لیے اس کی راہ میں مالی قربانی کے لیے تیاری کرنے لگتے ہیں مگر اکثر مسلمان قربانی کی حقیقت وحکمت سے باخبر نہیں جس کی وجہ سے وہ قربانی کی

برکتوں سے محروم رہتے ہیں۔لہٰذا ہم قربانی کے حوالے سے چند سطور تحریر کررہے ہیں تاکہ ان کو پڑھ کر مسلمان قربانی کی حقیقت وحکمت سے آشنا ہوں اور قربانی کا جذبہ مزید پختہ ہوجائے۔

نبی اکرم کو قربانی کا حکم

اللہ عزوجل نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا"اِنَّـآ اَعۡـطَیۡـنٰـکَ الۡـکَوۡثَـرَ فَـصَـلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ اِنَّ شَـانِـئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ"اے محبوب!بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائی،تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (پ۳۰سورۂ کوثر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو!اس سورت میں اللہ جل مجدہ الکریم نے سب سے پہلے اس بات کا ذکر فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں اور پھر ہم انہیں یہ حکم فرمارہے ہیں کہ وہ میرے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

اس ترتیب سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ عزوجل کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے اور اس کے بعد قربانی کرنا۔

قربانی کا معنی

لفظِ قربانی جو اردو میں استعمال کیا جاتا ہے اس کو عربی زبان میں "قُـرۡبَـانٌ" کہتے ہیں جیسا کہ قرآنِ مقدس میں موجود ہے"حَتّٰـی یَـاۡتِیَـنَا بِقُرۡبَانٍ تَاۡکُلُهُ النَّارُ"
(پ۴،آیت۱۸۳)

لفظِ قربان"قُـرب"سے بنا ہے جس کا معنی ہے قریب ہونا۔تو گویا قربانی اللہ عزوجل سے قریب ہونے کا ایک ذریعہ ہے کہ جو لوگ صدق دل سے خلوص کے ساتھ

قربانی کرتے ہیں وہ لوگ اللہ عزوجل سے قریب ہوجاتے ہیں۔

قربانی کیا ھے؟

حضرتِ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کیا یارسول اللہ!"مَا هٰـذِهِ الۡاَضَـاحِیُ قَالَ سُنَّةُ اَبِیۡـکُـمۡ اِبۡـرَاهِیۡـمَ عَـلَیۡـهِ السَّلاَمُ قَـالُوۡا فَمَا لَنَا فِیۡهَا یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ قَالَ بِکُلِّ شَـعۡـرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوۡا فَالصُّوۡفُ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ قَالَ بِکُلِّ شَعۡرَةٍ مِّنَ الصُّوۡفِ حَسَـنَةٌ"یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:تمہارے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے،انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ!ہمارے لیے اس میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:ہر بال کے برابر نیکی ہے۔صحابہ نے عرض کیا بھیڑ کے بال؟ آپ نے فرمایا:بھیڑ کے بال کے ہر سوت کے برابر نیکی ہے۔ (مشکوۃ شریف)

حقیقتِ قربانی

شمس الائمہ امام سرخسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مالی عبادت دو قسم کی ہیں،ایک بہ طریقِ تملیک ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی کو کوئی چیز دے دینا) جیسے صدقات وزکوٰۃ وغیرہ اور ایک بطریقِ اتلاف ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی چیز کو ہلاک کردینا) جیسے غلام آزاد کرنا۔قربانی میں یہ دونوں قسمیں جمع ہوجاتی ہیں،اس میں جانور کا خون بہا کر اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے،یہ اتلاف ہے اور اس کے گوشت کو صدقہ کیا جاتا ہے،یہ تملیک ہے۔

قربانی کب سے شروع ہوئی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو!فرمانِ باری تعالیٰ ہے"وَ لِـکُـلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَکاً لِّیَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِیۡـمَةِ الۡاَنۡـعَامِ"اور ہر اُمت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں

اس کے دیے ہوئے بے زبان چوپایوں پر۔ (پ ۱۷ رکوع ۱۱، آیت ۳۴)

پتہ چلا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا رواج بہت پہلے سے چلا آرہا ہے، مگر قبل از اسلام اس کی صورت دوسری تھی، وہ اس طور پر کہ جو قربانی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتی تھی تو ایک سفید رنگ کی بغیر دھوئیں والی آگ شرائٹے مارتی ہوئی آسمان سے اترتی تھی اور مقبول قربانی کو جلا کر خاک کر جاتی تھی، جسے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ حتی کہ لوگ جھگڑے کی صورت میں اپنی حقانیت بھی اسی طرح ثابت کرتے تھے کہ جو سچا ہوتا تھا اس کی قربانی کو آگ جلا جاتی تھی، جھوٹے کی قربانی یوں ہی پڑی رہتی تھی، چنانچہ جب ہابیل و قابیل عقلیمہ نامی ایک عورت کے بارے میں جھگڑے کہ وہ کس کے لیے حلال ہے تو ان دونوں نے قربانیاں پیش کیں جسے انہوں نے پہاڑ پر رکھ دیا، ہابیل کی قربانی قبول ہوئی کہ اسے غیبی آگ جلا گئی، قابیل کی قربانی رد کر دی گئی کہ اسی طرح رہی۔ مگر اُمتِ محمدیہ کو یہ بھی ایک خصوصیت حاصل ہے کہ وہ اپنی قربانی کے گوشت کو خود کھا سکتے ہیں۔

حضرت ابراھیم کا خواب

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کے واقعہ کو قرآنِ مقدس میں اس طرح بیان فرمایا: ”فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ o فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی“ تو ہم نے اسے خوشخبری سُنائی ایک عقلمند لڑکے کی پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا اے میرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں، اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟

(پ ۲۳ سورۂ صافات آیت ۱۰۲)

مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھویں ذوالحجہ کی رات کو خواب

میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کیجئے۔ جب صبح کو اٹھے تو سارا دن اسی شش و پنج میں گزرا کہ نا معلوم یہ حکم واقعی من جانب اللہ ہے یا وسوسہ ہے۔ اسی لیے اس دن کا نام ”یَوْمِ تَرْوِیَہ“ (سوچ کا دن) ہے۔ پھر نویں ذی الحجہ کو خواب میں اسی طرح کا حکم سُنا تو صبح کو اُٹھے تو یقین کیا کہ واقعی یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسی لیے اس دن کا نام ”یوم عَرَفَه“ (پہچاننے کا دن) ہے۔ پھر یہی خواب دسویں ذی الحجہ کی شب کو دیکھا تو صبح اُٹھ کر عزم کیا کہ صاحبزادے کو ضرور ذبح کروں گا۔ اس لیے اس دن کا نام ”یَومُ النَّحرُ“ (قربانی کا دن) رکھا گیا۔ (روح البیان، تفسیر مظہری)

انبیائے کرام کے خواب

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس بات پر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب بھی وحیِ الٰہی ہوا کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ”اَوَّلُ مَا بُدِیَٔ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْیِ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ فِی الْمَنَامِ“ سب سے پہلے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی وہ بذریعۂ خواب تھی۔ اسی طرح حضرتِ ابراہیم علیہ السلام پر بھی بذریعۂ خواب وحی نازل کی گئی کہ وہ حضرتِ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کریں۔

انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتے ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں ایک مقام پر روایت ہے ”اَلْاَنْبِیَآءُ تَنَامُ اَعْیُنُهُمْ وَ لَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ“ یعنی انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار ہوتے ہیں۔

حضرتِ اسماعیل کی رضامندی

جب حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ السلام کو خواب کے ذریعہ اللہ کی جانب سے یہ حکم ہو گیا کہ وہ اپنے لختِ جگر کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیں تو آپ نے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کو اس خواب اور حکمِ خداوندی سے آگاہ فرمایا، حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی حکمِ خداوندی پر رضامندی کے حوالے سے قرآنِ پاک ارشاد فرماتا ہے "قَالَ یٰٓاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ" کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے، خدا نے چاہا تو قریب ہے آپ مجھے صابر پائیں گے۔

حضرتِ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ السلام جانتے تھے کہ ایک نہ ایک دن موت کا آنا یقینی ہے تو کیوں نہ اس جان کو اللہ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے قربان کر دیا جائے۔ اسی لیے حضرتِ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جان کی قربانی پیش کرنے پر راضی ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی جانب سے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی آزمائش اور وہ بھی اتنی عظیم آزمائش کہ ان سے انہیں کی جان کو قربان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور وہ اپنی جان کو قربان کرنے کے لیے راضی ہیں، محض اس لیے کہ یہ اللہ عزوجل کا حکم ہے اور حکمِ خدا کی پابندی بندوں کا فریضہ ہوتا ہے۔ ہمیں بھی اللہ عزوجل آزماتا ہے، ہمارا بھی اس دنیا میں امتحان ہوتا ہے، کبھی ہمیں فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، کبھی ہماری نظروں کے سامنے ہمارا لختِ جگر، نورِ نظر دم توڑ دیتا ہے، کبھی ہمیں بیماریوں سے دوچار کر دیا جاتا ہے، کبھی مصائب و آلام میں گرفتار کر دیا جاتا ہے اور اس وقت اگر ہم صبر وضبط کا مظاہرہ کریں تو ہمیں کیا انعام ملے گا اس کے حوالے سے فرمانِ خداوندی ہے "وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ o اَلَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ o اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ رَحۡمَۃٌ وَّ اُولٰٓئِکَ ہُمُ

الۡمُہۡتَدُوۡنَ" اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرنا۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (پ۲، سورۂ بقرہ آیت ۱۵۶)

لہٰذا اگر ہم ان فضائل کو پانا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم آنے والی مصیبتوں پر صبر کا مظاہرہ کریں اور اُسوۂ خلیل و اسماعیل علیہما السلام کو اپنانے کی کوشش کریں۔

شیطان کا فریب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ کعبِ احبار کا قول اور محمد بن اسحاق نے اپنے راویوں کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا تو شیطان نے کہا اگر میں اس وقت ابراہیم کے گھر والوں کو نہ بہکا سکا تو پھر کبھی ان کی اولاد میں سے کسی کو نہ بہکا سکوں گا۔ یہ ارادہ کر کے وہ مرد کی شکل میں لڑکے کی ماں حضرتِ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کیا تم کو معلوم ہے کہ ابراہیم تمہارے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں؟ ماں نے کہا دونوں اس گھاٹی سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔ شیطان نے کہا نہیں خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے بلکہ ابراہیم اسماعیل کو ذبح کرنے لے گئے ہیں۔ ماں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، وہ تو بیٹے سے بہت پیار کرتے ہیں اور ان کے دل میں بیٹے کی بہت محبت ہے۔ شیطان نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اسماعیل کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ ماں نے کہا کہ اگر ان کے رب نے یہ حکم دیا ہے تو حکمِ رب کی اطاعت کرنی ہی بہتر ہے۔

شیطان یہاں سے مایوس ہو کر بیٹے کے پاس پہنچا، بیٹا اس وقت باپ کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ شیطان نے ان سے کہا لڑکے! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے باپ تم کو کہاں لے جا رہے ہیں؟ لڑکے نے کہا ہم اس گھاٹی سے گھر کے لیے ایندھن کی لکڑیاں لینے جا رہے ہیں۔ شیطان نے کہا نہیں، خدا کی قسم! اس کا مقصد یہ نہیں بلکہ وہ تم

کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔لڑکے نے کہا کیوں؟ شیطان نے کہا اس کا خیال ہے کہ اس کے رب نے اس بات کا حکم دیا ہے۔لڑکے نے کہا ایسا ہے تو اس کو اپنے رب کے حکم کی اطاعت بسروچشم کرنی ضروری ہے (میں بھی اس پر راضی ہوں)۔

جب لڑکے نے شیطان کا مشورہ نہ مانا تو شیطان نے حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور کہنے لگا شیخ! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں ایک کام سے اس گھاٹی میں جانا چاہتا ہوں۔ شیطان بولا خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ شیطان نے خواب میں آکر تم کو اپنے لڑکے کے ذبح کا حکم دیا ہے۔ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے، بولے دشمنِ خُدا! میرے پاس سے ہٹ جا، میں ضرور ضرور اپنے رب کے حکم پر عمل کروں گا۔ شیطان غضبناک ہو کر لوٹ گیا اور ابراہیم اور ان کے گھر والوں کے معاملہ میں کچھ بھی کامیاب نہ ہوسکا۔ اللہ نے ان سب کو شیطان سے محفوظ رکھا۔ (تفسیر مظہری، ۱۰/۳۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، قرآنِ مقدس اور احادیثِ مبارکہ میں جگہ جگہ اس سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے کیوں کہ شیطان اہل ایمان کو ہر نیک کام سے روکنے کی کوشش کرتا ہے، انہیں صراطِ مستقیم سے بہکا کر غلط راستوں پر ڈال دیتا ہے، انسان کو عیش پرست، حکم عدول اور گناہوں کا عادی بنا دیتا ہے، اس نے اللہ کے عظیم پیغمبر کو بھی بہکانے کی کوشش کی تھی مگر جب کوئی شخص مخلص ہوتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تائید ہوتی ہے، حضرتِ ابراہیم واسماعیل علیہما السلام اور حضرتِ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکم الٰہی کے آگے اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا تھا اور بے چون وچرا اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے تھے، لہٰذا اس عزم واستقلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے انہیں شیطان کے شر سے محفوظ فرما دیا اور وہ حضرات امتحان میں کامیاب ہو گئے۔

ہم بھی اگر شیطان کے شر سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم تمام کارہائے خیر میں عزم واستقلال اور خلوص کا مظاہرہ کریں۔

قربانی کے لئے تیار

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اب باپ اور بیٹے کے درمیان کیا معاملہ ہوا اس کو قرآنِ مقدس بیان فرماتا ہے "فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ" تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ۔

مذکورہ بالا آیت کے تحت صاحبِ تفسیر مظہری تحریر فرماتے ہیں:

یہ واقعہ منیٰ میں صخرہ کے پاس ہوا، (جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹا دیا تو) حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے ابا! میرے بندھن کس کر باندھنا تا کہ میں تڑپ نہ سکوں اور اپنے کپڑے میری طرف سے سمیٹے رکھنا تا کہ میرا خون اُچھل کر آپ کے کپڑے پر نہ پڑ جائے اور میرے اجر میں کمی آجائے اور اس خون کو دیکھ کر میری ماں رنجیدہ ہو جائے اور چھری کو تیز کر لینا اور میرے حلق پر تیزی سے چلا دینا تا کہ میرے لیے دشواری نہ ہو کیوں کہ موت سخت چیز ہے اور آپ جب میری ماں کے پاس جائیں تو ان کو میرا اسلام کہنا اور اگر آپ میرا کرتا میری ماں کے پاس واپس لے جانا چاہتے ہیں تو لے جائیں اس سے ان کو بڑی تسلی ہوگی۔ حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میرے پیارے بیٹے! اللہ کے حکم کی تعمیل کے لیے تو میرا بہت اچھا مددگار ہے۔ پھر بیٹے نے جو کچھ کہا تھا باپ نے ویسا ہی کیا، اول بیٹے کو پیار کیا پھر باندھ دیا اور رونے لگے، پھر اسماعیل علیہ السلام کے حلق پر چھری رکھ دی لیکن چھری سے حلق پر نشان بھی نہ پڑا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حلق پر چھری تیز چلانے لگے لیکن چھری کچھ کاٹ نہ سکی۔ اس کے بعد کیا ہوا، قرآنِ کریم فرماتا ہے "وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴿۱۱﴾ ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک باپ اپنے بیٹے سے کتنی محبت کرتا ہے، اس کا اندازہ ہر باپ کو ہوتا ہے۔ ایک باپ اپنے بچوں کی اچھی پرورش کے لیے طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتا ہے، اپنے عزیز شہر یا وطن کو چھوڑ کر دوسرے شہر یا ملک کا سفر کرتا ہے تاکہ رزقِ حلال کما کر اپنے بچوں کے لیے دنیاوی آسائش کے سامان مہیا کر سکے۔ مگر حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے بیٹے کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔ اندازہ لگائیے کہ کتنا دردناک منظر ہوگا اور کیسی دل کو ہلا دینے والی کیفیت ہوگی۔ مگر جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند ارجمند نے صبر وضبط کیا اور مرضیِ خدا کا لحاظ کیا تو آئی ہوئی مصیبت کو اللہ نے دور فرما دیا اور باپ بیٹے کو وہ توفیق عنایت کی جو کسی اور کو نہیں ملی۔ سارے جہاں پر ان کو برتری عطا فرمائی اور ثوابِ آخرت جو اُن کے لیے مقرر فرمایا اس کا اظہار ہی نہیں ہوسکتا۔ ان تمام نعمتوں پر ان دونوں نے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

جب یہ واقعہ درپیش ہوا اس وقت حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۹؍سال کی تھی، ۹؍سال کا بچہ اتنے شعور وفہم کا مالک ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے لیے آرام اور تکلیف دہ چیزوں کے درمیان تمیز کر سکے مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام بغیر کسی چون و چرا کے رضامندی کا اظہار کر رہے ہیں اور گلے پر چھری رکھی ہوئی ہے مگر زبان پر حرفِ شکوہ بھی نہیں لاتے، آخر ایسا کیوں ہے؟ غور کرنے پر ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچپن میں ہی حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی ایسی ذہنی تربیت فرمائی تھی کہ آپ کے ذہن ودماغ میں حکمِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کا جذبہ موجزن تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ نے اللہ کی راہ میں پیاری جان کا نذرانہ پیش کرنے میں دریغ نہ کیا۔

آج ہم بھی اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہیں، ہم بھی ان کے صاف وشفاف ذہن میں کچھ اتارنا چاہتے ہیں، ہم بھی انہیں کچھ سکھانا چاہتے ہیں مگر ہم انہیں ناچنا اور گانا سکھاتے ہیں، ان کے ذہن ودماغ میں بالی ووڈ اور ہالی ووڈ کی محبت اُتارتے ہیں اور جب ہمارا بچہ کسی ایکٹر کی نقل کرتا ہے تو ہمارے دل کو خوشی محسوس ہوتی ہے، جب وہ ناچتا یا گاتا ہے تو ہمیں فرحت اور شادمانی ہوتی ہے مگر اس کا انجام بہت خطرناک ہوتا ہے، کیوں کہ یہی بچہ آگے چل کر خدا اور رسول کا نافرمان ہوجاتا ہے، قدم قدم پر شیطان کے مکر و فریب کا شکار ہوتا ہے، ماں باپ کے حقوق کی پامالی کو اپنے لیے فخر سمجھنے لگتا ہے، لہٰذا اپنے اسلاف سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیے اور ان کے طرزِ زندگی کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ ان کی برکت سے اللہ عزوجل ہمیں دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمادے۔

قربانی کا مقصد

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا "اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ" بے شک یہ روشن جانچ تھی۔ یعنی اس کے ذریعہ مخلص اور غیر مخلص کی جانچ ہوتی ہے کہ "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" کا دعویٰ محض دعویٰ ہے یا اس کے ساتھ اس کی کوئی دلیل بھی ہے۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام اس امتحان میں کامیاب ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں یہ صلہ دیا کہ ہر سال صاحبِ استطاعت مسلمان پر قربانی کو واجب قرار دے کر ان دونوں حضرات کی یاد منانے کا ذریعہ بنادیا اور ان شاء اللہ صبحِ قیامت تک آنے والے مسلمان ہر سال ان حضرات کو یاد کرتے رہیں گے۔

حضرتِ اسماعیل کا فدیہ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری پھیرنا شروع کیا تو

اللہ عزوجل نے انہیں کس طرح بچالیا، اس کا ذکر کرتے ہوئے رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے ''وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ'' اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا۔

روایت میں آیا ہے کہ جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے ایک آواز سُنی تو نظر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا، اوپر حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نظر آئے جن کے ساتھ ایک سینگوں والا مینڈھا تھا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے بیٹے کا فدیہ ہے، اس کی قربانی کر دیجئے۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے تکبیر کہی اور مینڈھے نے بھی تکبیر کہی اور ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے نے بھی تکبیر کہی پھر منیٰ کے قربان گاہ میں جا کر مینڈھے کو ذبح کر دیا۔

قربانی احادیث کے آئینے میں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! احادیث مبارکہ میں بھی قربانی کے متعدد فضائل وفوائد وارد ہیں۔ ذیل میں ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں تاکہ قربانی کی عظمت اچھی طرح دل میں جاگزیں ہوجائے۔

سب سے اچھی قربانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ''نِعْمَتِ الْاُضْحِیَّةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّاْنِ'' سب سے اچھی قربانی دُنبے کے چھوٹے بچے کی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت امام احمد نے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل قربانی وہ ہے جو بہ اعتبار قیمت اعلیٰ ہو اور خوب فربہ ہو۔

سب سے اچھا عمل

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَ اِنَّهٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَ اَشْعَارِهَا وَ اَظْلَافِهَا وَ اِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْسًا'' اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کے دن انسان کے اعمال میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ خون بہانا ہے اور بے شک وہ جانور قیامت کے دن اپنی سینگ، بال اور کھر کے ساتھ آئے گا اور بے شک خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوجاتا ہے تو اسے دل کی بھلائی کے ساتھ کرو۔ (مشکوٰۃ شریف)

جہنم کی آگ سے حجاب

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خوش دلی سے طالبِ ثواب ہوکر قربانی کی وہ جہنم کی آگ سے حجاب (روک) ہوجائے گی۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی بظاہر ایک جانور کو خدائے تعالیٰ کے نام پر ذبح کر دینے کا نام ہے لیکن یاد رکھیں کہ قربانی کا مقصد محض جانوروں کو ذبح کر دینا نہیں بلکہ درحقیقت قربانی کی روح یہ ہے کہ بندہ ایک خاص فدا کارانہ جذبۂ اخلاص سے اپنے دل و دماغ کو منور کرکے اپنے اندر ایثار و فداکاری، ایمان داری ونکوکاری، تقویٰ و پرہیز گاری، کا کمال پیدا کرے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں بالکل واضح لفظوں میں قربانی کا مقصد بیان ہوا ''لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَ لٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ'' ہرگز ہرگز خدا کے دربار میں نہ قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون البتہ تمہاری پرہیزگاری اور نیکوکاری ہے جو دربارِ خدا میں باریاب ہوجاتی ہے۔ (پ۱۷، سورۂ حج آیت ۳۶)

یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں یہ فرمایا گیا کہ ''خوش دلی کے

ساتھ طلبِ ثواب کے لیے“ لہٰذا پتہ چلا کہ قربانی اسی وقت ہمیں سودمند ہوگی جب ہم اسے خلوص نیت کے ساتھ کریں کیوں کہ ہر عمل کی طرح قربانی کے لیے بھی جذبۂ اخلاص شرط ہے۔

سب سے بہتر صدقہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم دین و دنیا کی ضروریات کے لیے اکثر اوقات کچھ نہ کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور من جانب اللہ ہمیں اس پر اجرِ کثیر عطا کیا جاتا ہے لیکن اللہ کے حکم کو مانتے ہوئے خلوص دل سے جو روپیہ قربانی کے جانور خریدنے کے لیے خرچ کیا جائے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ روپیہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔

عید گاہ نہ آئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں وُسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ (ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری کائنات کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے اس کے باوجود سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غضب تو دیکھو ارشاد فرماتے ہیں: استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ اللہ اکبر!

اب جو لوگ صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود قربانی نہیں کرتے انہیں

اس حدیث سے درس حاصل کرتے ہوئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرنا چاہیے اور خلوص کے ساتھ اللہ عزوجل کے لیے قربانی کرنی چاہیے۔

جنت کی سواری

ایک صاحب کی عادت تھی کہ ایامِ قربانی میں بکرے کی قیمت خیرات کر دیتے تھے اور یہ کہتے کہ قربانی مجھ پر واجب ہے مگر ایک جاندار کو بے جان کرنا کیا ضروری ہے، ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگ اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر جنت کی جانب جا رہے ہیں، وہ صاحب پیدل کھڑے ہیں۔ آخر انہوں نے ایک شخص سے پوچھا کہ ان لوگوں نے دنیا میں کون سا ایسا عمل خیر کیا ہے کہ جس کے عوض میں آج یہ نعمت و سعادت انہیں حاصل ہوئی ہے؟ جواب ملا کہ ان لوگوں نے راہِ خدا میں جو قربانیاں کی ہیں وہ قربانیاں آج ان کی سواریاں ہوئی ہیں۔ جب چونک کر خواب سے بیدار ہوئے توبہ واستغفار کیا اور زندگی بھر قربانی کرتے رہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے بالکل واضح ہے کہ قربانی کے دن قربانی ہی کرنا ضروری ہے نہ کہ صدقہ نیز اس بات کی وضاحت ہے کہ کل بروزِ قیامت قربانی کے جانور قربانی کرنے والے کے لیے سواری ہوں گے جن پر وہ سوار ہو کر جنت کی طرف روانہ ہوں گے اور جو لوگ قربانی نہیں کرتے وہ اس سعادت سے محروم ہوں گے۔

حضور نے قربانی کی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقر عید کے دن سینگ والے چتکبرے خصی کیے ہوئے دو مینڈھے ذبح فرمایا، جب آپ نے ان کو قبلہ رُو لٹا دیا تو فرمایا ”اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ

صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَ لَکَ عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّ اُمَّتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ'' (میں نے اپنا رخ اس کی طرف کیا جس نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا، دین حنیف پر چلتے ہوئے اور میں مشرکین میں سے نہیں، بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت اللہ کے لیے ہے جو ساری کائنات کا پالنہار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا اور میں اس کے سامنے گردن جھکانے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ تیرے لیے اور تجھ ہی سے ہے، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت کی جانب سے۔ اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ سب سے بڑا ہے) پھر ذبح فرمایا۔ (مشکوۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لطف وکرم کو دیکھو کہ آپ نے خود اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی لہٰذا قربانی کرنے والے مسلمانوں سے اگر ہو سکے تو اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے بھی قربانی کریں کہ یہ نہایت عظیم سعادت ہے۔

بعض جگہوں پر دیکھا گیا کہ مالکِ نصاب نے اپنی طرف سے قربانی نہ کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کی، یہ درست نہیں بلکہ مالکِ نصاب پہلے اپنی طرف سے کرے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنے کے لیے دوسرے جانور کا انتظام کرے۔

حضرتِ علی کی قربانی

ترمذی میں حضرتِ اَحنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ دو مینڈھے کی قربانی کرتے ہیں، میں نے

کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حضور کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں حضور کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیثِ پاک سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہم اپنے مرحومین کے نام سے اگر قربانی کریں گے تو اللہ عزوجل اس کا ثواب انہیں ضرور عطا فرمائے گا۔ لہٰذا ہم میں سے جو حضرات صاحبِ استطاعت ہیں انہیں چاہیے کہ اپنے مرحومین کے نام سے بھی قربانی کریں۔

ایک بے مثال قربانی

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک سال میں ایک قافلہ کے ہمراہ حج کے لیے جا رہا تھا ایک لڑکے کو میں نے اس قافلہ میں دیکھا کہ کچھ زادِ راہ اس کے پاس نہ تھا، میں نے اس سے کہا کہ اے عزیز جب تیرے پاس کچھ ضروری سامانِ سفر نہیں تو ایسے سفر کا کیوں ارادہ کیا؟ اس نے یہ آیت پڑھی ''فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی'' (بہتر توشہ پرہیزگاری ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر توشہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ میں نے کہا تقویٰ اور چیز ہے اور سفر کا سامان اور کھانے کی چیزیں اور ہیں۔

اس نے کہا اے پیر! سخی کے گھر جانا اور کھانا ساتھ لے جانا نہایت نامناسب ہے۔ خیر جب سب نے اِحرام باندھا اور لَبَّیْکَ کہتے ہوئے چلے، وہ لڑکا خاموش تھا، میں نے کہا تو لَبَّیْکَ کیوں نہیں کہتا؟ اس نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ اپنے لبیک کے جواب میں لَا لَبَّیْکَ نہ سنوں، یہ کہا اور بے ہوش ہو کر مجھ پر گر پڑا، میں یہ کیفیت دیکھ کر بہت رویا کہ جس حال میں یہ لڑکا اتنی کم عمر میں بھی اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرتا ہے، اگر خدائے بے نیاز ہم کو رد کر دے اور ہمارے حج کو درجۂ قبولیت نہ بخشے تو ہم کیا کریں گے؟ پھر اتنا کہہ کر زار زار رونے لگے اور سب اہل قافلہ بھی رونے اور چلانے لگے۔ جب مقامِ منیٰ پر پہونچے اور سب لوگ قربانیاں کرنے لگے، اس لڑکے نے کہا الٰہی! سب تیری راہ میں قربانیاں دے

رہے ہیں، میرے پاس سوائے میری جان کے کچھ نہیں ہے۔ میں اپنی جان کو تجھ پر قربان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ایک نعرۂ شوق لگا کر جاں بحق ہو گیا۔

نمرود نے قربانی کی

مروی ہے کہ جب نمرود نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار ہوگئی تو عرض کی اے ابراہیم بے شک آپ کا رب بڑا ہے، اب میں اس کے حضور میں قربانی پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے ہزاروں جانور ذبح لیے لیکن ایک بھی قبول نہ ہوا اس لیے کہ وہ اپنے برے اعتقاد سے تائب نہ ہوا اور نہ ہی ان برے اعمال واحوال سے باز رہا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایمان کے بغیر کوئی عبادت مقبول نہیں اور اگر ایمان سلامت ہے تو عبادت میں کمی اور کوتاہی بھی رہ جائے تو اللہ عزوجل کریم ہے وہ اپنے کرم سے قبول فرما لیتا ہے۔ لہٰذا ہم جو نیک اعمال بھی کریں ایمان ونیت کی درستگی کے ساتھ کریں۔

قربانی کس پر واجب ہے

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی واجب ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں کہ اگر ان میں سے ایک شرط بھی فوت ہو جائے تو قربانی کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

۱۔ اسلام یعنی مسلمان ہونا۔ لہٰذا غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔
۲۔ اقامت یعنی مقیم ہونا۔ لہٰذا مسافر پر قربانی واجب نہیں۔
۳۔ تونگری یعنی مالکِ نصاب ہونا۔ تونگری کا یہ مطلب نہیں کہ بہت مالدار ہو، اس پر زکوٰۃ فرض ہو بلکہ جو ساڑھے باون تولہ یعنی چھ سو گرام چاندی یا اس کی قیمت کا مالک ہو یا حاجتِ اصلیہ کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی

کی قیمت کے برابر ہو، وہ غنی ہے، اس پر قربانی واجب ہے۔

حاجت اصلیہ سے مراد رہنے کا مکان، خانہ داری کے ایسے سامان جن کی حاجت ہو، سواری، خادم، ٹھنڈی یا گرمی میں پہننے کے کپڑے، پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلہ۔

حاجت اصلیہ کے سوا اگر کسی کے پاس اتنی قیمت کا سامان بھی ہے، جیسے ٹی۔وی، ریڈیو، زیورات، ایسے برتن جن کا استعمال نہیں ہوتا، صرف سجانے کی نیت سے رکھے ہیں تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے۔ ہاں جس پر قرض ہے اگر اس کے مال سے قرض کی مقدار تک الگ کریں تو بقیہ مال ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہ ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں۔

۴۔ حریت یعنی آزاد ہونا۔ لہٰذا غلام پر قربانی واجب نہیں۔

نوٹ: مرد ہونا قربانی کے لیے شرط نہیں بلکہ عورت بھی اگر تونگر (مالک نصاب) ہو تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

قربانی کے جانور

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز ہے۔

۱۔ دنبہ ۲۔ بکرا
۳۔ گائے ۴۔ اونٹ

اسی طرح بھینس کی قربانی بھی جائز ہے کیوں کہ وہ پالتو گائے کی قسم میں سے ہے اور وحشی گائے کی قربانی جائز نہیں۔

عیب نہ ہو

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس جانور کی قربانی ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس جانور کا عیب سے پاک ہونا ضروری ہے کیوں کہ اس جانور کو ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بطورِ تحفہ پیش کر رہے ہیں اور کسی عیب دار چیز کو تحفہ میں نہیں پیش کیا جاتا اور وہ بھی اس کی بارگاہ میں جو ساری کائنات کا رب اور پالنہارِ حقیقی ہے۔ لہٰذا قربانی کرنے سے پہلے ہمیں اس بات کا خوب خیال رکھنا چاہیے کہ جس جانور کی قربانی کی جارہی ہے اس میں کوئی عیب نہ ہو۔

جن عیوب سے جانور کا پاک ہونا ضروری ہے اس کا ذکر مندرجہ ذیل روایت میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "مَاذَا یَتَّقِیْ مِنَ الضَّحَایَا فَاَشَارَ بِیَدِہٖ فَقَالَ اَرْبَعًا اَلْعَرْجَآءُ الْبَیِّنُ ظَلْعُهَا وَ الْعَوْرَآءُ الْبَیِّنُ عَوْرُهَا وَ الْمَرِیْضَةُ الْبَیِّنُ مَرَضُهَا وَ الْعَجْفَآءُ الَّتِیْ لَا تُنْقٰی" قربانی کے جانوروں کا کن چیزوں سے پاک ہونا ضروری ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا: چار چیزوں سے۔

۱۔ لنگڑا جس کا لنگڑاپن ظاہر ہو

۲۔ کانا جس کا کانا ہونا ظاہر ہو

۳۔ بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو

۴۔ اتنا لاغر کہ اس کی ہڈی سے گودا نہ نکل سکے۔ (مشکوٰۃ شریف)

قربانی کیسے کریں؟

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی جانب ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کردیا جائے۔ ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے "اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" یہ دعا پڑھ کر جانور کو ذبح کردیں، قربانی اپنی جانب سے کریں تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کسی دوسرے کی جانب سے ذبح کریں تو "مِنِّی" کی جگہ "مِنْ" کہہ کر اس کا نام لیں۔ ذبح کے بعد، جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہوجائے یعنی اس کے تمام اعضا سے روح نکل نہ جائے، اس وقت تک، ہاتھ، پاؤں نہ کاٹیں اور نہ چمڑا اُتاریں۔ (کتب فقہ)

قربانی کا گوشت اور چمڑا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اور دوسرے شخص مالدار یا فقیر کو بھی دے سکتے ہیں، کھلا سکتے ہیں۔ بلکہ اس میں سے کچھ کھانا قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں، ایک حصہ فقیروں کے لیے، ایک حصہ دوست و احباب کے لیے، ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے۔ نیز کل گوشت صدقہ کرنا بھی جائز ہے اور کل گھر ہی کے لیے رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔ قربانی کا گوشت تین دن سے زائد رکھنا بھی جائز ہے۔ جس کے اہل وعیال کثیر ہوں اور وہ صاحب وسعت نہیں ہے تو بہتر

یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے بال بچّوں کے لیے رکھ چھوڑے۔ (بہارشریعت، عالمگیری)

قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے کیوں کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔ بعض فقہانے جو دینے کو جائز کہا ہے وہ ذمی کافر کے لیے ہے اور یہاں کوئی ذمی یا مستأمن نہیں۔

قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ مالداروں کو کھلا سکتا ہے، بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کا گوشت خود بھی کھائے، دوست واحباب کو دے، فقیروں کو دے، سارا گوشت فقیروں ہی کو دینا ضروری نہیں، ہاں اگر میت نے وصیت کی تھی تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کر دے۔ (بہارشریعت)

قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول، رسی، گلے کا ہار وغیرہ سب صدقہ کر دے۔ قربانی کے چمڑے کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کام میں بھی لا سکتے ہیں۔ مثلاً اس کی جا نماز، تھیلی، مشکیزہ، دسترخوان وغیرہ بنوا کر خود استعمال کریں تو حرج نہیں۔ اگر روپے، پیسے کے بدلے قربانی کی کھال فروخت کرے تو ان روپیوں پیسوں کا صدقہ کر دے، مدارس دینیہ یا فقرا پر صدقہ کرنے کے لیے قربانی کی کھال بیچے تو جائز ہے۔ قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتے ہیں۔ مشترک جانور ہو تو گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے۔ محض اندازے اور تخمینے سے تقسیم نہ کریں۔ قربانی کی کھال تعمیر مسجد کے لیے بھی دے سکتے ہیں کہ اس میں تملیکِ فقیر شرط نہیں۔ (کتبِ فقہ)

قربانی کے دیگر مسائل

مسئلہ: قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے، نہ ناخن ترشوائے۔

مسئلہ: مسافر پر اگرچہ قربانی واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کر سکتا ہے، ثواب

پائے گا۔ حج کرنے والے جو مسافر ہوں ان پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہوں تو واجب ہے جیسا کہ مکہ کے رہنے والے حج کریں تو چوں کہ وہ مسافر نہیں ان پر واجب ہوگی۔ (درمختار، بہارِشریعت)

مسئلہ: شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لیے جو وقت مقرر ہے اس کے کسی حصہ میں پایا جانا وجوب کے لیے کافی ہے۔ مثلاً ایک شخص ابتداے وقت میں کافر تھا پھر مسلمان ہوگیا اور ابھی قربانی کا وقت باقی ہے، اس پر قربانی واجب ہے جب کہ دوسرے شرائط بھی پائے جائیں۔ اسی طرح اگر غلام تھا اور آزاد ہوگیا اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ یوں ہی اولِ وقت میں مسافر تھا اور اثنائے وقت میں مقیم ہوگیا اس پر بھی قربانی واجب ہوگئی یا فقیر تھا وقت کے اندر مالدار ہوگیا اس پر بھی قربانی واجب ہے۔
(عالمگیری، بہارِشریعت)

مسئلہ: قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے، جب وہ وقت آیا اور شرائط وجوب پائے گئے قربانی واجب ہوگئی اور اس کا رکن ان مخصوص جانوروں میں کسی کو قربانی کی نیت سے ذبح کرنا ہے۔ قربانی کی نیت سے دوسرے جانور مثلاً مرغ کو ذبح کرنا جائز نہیں۔ (درمختار، بہارشریعت)

مسئلہ: جو شخص دوسو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دوسو درہم ہو وہ غنی ہے اور اس پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے، ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔ (بہارِشریعت)

مسئلہ: بالغ لڑکوں یا بیوی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو ان سے اجازت

حاصل کرے بغیر ان کے کہے اگر کردی تو ان کی طرف سے واجب ادا نہ ہوا اور نابالغ کی طرف سے اگرچہ واجب نہیں مگر کر دینا بہتر ہے۔

(عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے، کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ مثلاً بجائے قربانی اس نے بکری یا اس کی قیمت صدقہ کر دی، یہ ناکافی ہے۔ اس میں نیابت ہوسکتی ہے یعنی خود (قربانی) کرنا ضروری نہیں بلکہ دوسرے کو اجازت دے دی اس نے کر دی یہ ہوسکتا ہے۔

(عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ: شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیوں کہ ہوسکتا ہے کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ ناجائز ہے۔ یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم وبیش ہوگا تو ہر ایک اس کو دوسرے کے لیے جائز کر دے گا، کہہ دے گا کہ اگر کسی کو زائد پہنچ گیا ہے تو معاف کیا کہ یہاں عدم جواز حق شرع ہے اور ان کے اس کے معاف کرنے کا حق نہیں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوعِ صبحِ صادق سے بارہویں کے غروبِ آفتاب تک ہے، یعنی تین دن دو راتیں اور ان دنوں کو ایامِ نحر کہتے ہیں اور گیارہ سے تیرہ تک تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ لہٰذا بیچ کے دو دن ایام نحر اور ایام تشریق دونوں ہیں اور پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ صرف یوم النحر ہے اور تیرہویں ذی الحجہ صرف یوم تشریق ہے۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایامِ نحر میں داخل ہیں، ان میں بھی قربانی ہو سکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ: اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہے تو پہلی جگہ نماز ہو جانے کے بعد قربانی جائز ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ عیدگاہ میں نماز ہو جائے جب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں ہوگئی اور عیدگاہ میں نہ ہوئی جب بھی ہوسکتی ہے۔

(درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: دسویں کو اگر نماز عید نہ ہوئی تو قربانی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وقتِ نماز جاتا رہے یعنی زوال کا وقت آجائے، اب قربانی ہوسکتی ہے اور دوسرے یا تیسرے دن عید سے قبل ہوسکتی ہے۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ دوسری بقرعید آگئی اب یہ چاہتا ہے کہ سالِ گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کر لے یہ نہیں ہوسکتا، بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اس کی قیمت کا صدقہ کرے۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

☆☆☆

عقیقہ کے فضائل ومسائل

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، ہمارے پیٹ میں داخل ہونے والا ہر لقمہ اللہ کی نعمت ہے، ہمارے بدن میں دوڑنے والے خون کا ہر ایک قطرہ اللہ کی عطا کردہ نعمت ہے، ہمارے والدین، بھائی، بہن، بیٹیاں تمام اللہ عزوجل کی نعمتیں ہیں اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اللہ کی دی ہوئی ہر نعمت کی قدر کریں نیز ہر نعمت پر اس کا شکر ادا کریں۔ ہمارے اسلافِ کرام نے شکر کے کئی طریقے بیان کیے ہیں، جیسا کہ تفسیر روح البیان میں مذکور ہے کہ شکر کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ قلب سے، وہ یہ کہ بندہ دل سے مانے کہ یہ نعمتیں صرف اسی سے عطا ہوئی ہیں نہ کہ کسی اور سے۔

۲۔ زبان سے، یہ کہ منعم (نعمت عطا کرنے والے) کی تعریف اور مدح وثنا کی جائے۔

۳۔ اعضا سے، یہ کہ منعم کے آگے عجز ونیاز سے پیش آئے۔

عقیقہ کرنا بھی اللہ عزوجل کی عطا کردہ نعمت یعنی اولاد پر شکر ادا کرنے کی قسمِ ثالث میں داخل ہے۔

عقیقہ کیا ھے؟

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بچہ پیدا ہونے کے شکریے میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں، احناف کے نزدیک عقیقہ مباح و مستحب ہے۔ یہ جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ عقیقہ سنت نہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ سنت مؤکدہ نہیں ورنہ جب خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقاً اس کے سنت ہونے سے انکار صحیح نہیں۔ بعض کتابوں میں یہ آیا ہے کہ قربانی سے یہ منسوخ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا وجوب منسوخ ہے جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ نے حقوق مالیہ کو منسوخ کردیا یعنی ان کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔

عقیقہ کب ھو؟

امام احمد وابوداؤد وترمذی ونسائی حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈوایا جائے۔ گروی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا بچہ کی سلامتی اور اس کی نشو ونما اور اس میں اچھے اوصاف ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اولاد ماں باپ کے لیے ایک عظیم نعمت ہوتی ہے، اولاد سے والدین کی بے شمار امیدیں وابستہ ہوتی ہیں، والدین کے بڑھاپے میں ان کی اولاد ان کے لیے سہارا ہوتی ہے، لیکن اگر کوئی شخص صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود عقیقہ نہ کرے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ شخص مکمل طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ نیز اس حدیث میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔

عقیقہ کیسے کیا جائے؟

جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے، اذان کہنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ بلائیں دور ہوجائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ داہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں کان میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔ بعض جگہوں پر یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے، یہ غلط ہے۔ بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان واقامت کہی جائے اور بالوں کو وزن کر کے اتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے اور اگر لڑکا ہو تو پیدائش کے ساتویں دن دو بکرے ذبح کیے جائیں اور لڑکی ہو تو ایک بکرا

ذبح کیا جائے۔

عقیقہ کے حوالے سے بھی متعدد احادیث موجود ہیں، جن میں سے ہم چند احادیث کا ذکر کر رہے ہیں تا کہ ان کو پڑھ کر قارئین ایک عظیم سنت یعنی عقیقہ کے فضائل و برکات سے آگاہ ہوں اور اس سنت پر عمل کر کے دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوں۔

خون بہاؤ

حضرتِ امام بخاری نے سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے، اس کے ساتھ خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور اس سے اذیت کو دور کرو یعنی اس کا سر منڈوادو۔

ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک اس میں حرج نہیں کہ نر ہو یا مادہ۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا پہلی حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ پیدا ہونے والے بچے کے لیے جانور کو ذبح کیا جائے گا اور دوسری حدیث میں اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کو ذبح کیا جائے گا نیز اس بات کی وضاحت ہے کہ خواہ بکرا ذبح کیا جائے یا بکری دونوں جائز ہیں۔ مگر لڑکے کے لیے دو ہوں اور لڑکی کے لیے ایک، لیکن اگر کسی نے لڑکے کے لیے ایک بکرے یا مینڈھے کو ذبح کیا تو وہ بھی کافی ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا۔ لیکن دو بکروں یا مینڈھوں کو ذبح کرنا بہتر ہے جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے۔

حضور نے عقیقہ فرمایا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری کائنات کے لیے رہبر و رہنما بنا کر بھیجے گئے، آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل دارین میں فلاح و نجاح کا سبب ہے۔ آپ نے خود عقیقہ فرما کر قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو یہ درس دیا کہ وہ بھی عقیقہ کریں۔

چنانچہ ترمذی نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ میں بکری ذبح کی اور یہ فرمایا کہ اے فاطمہ! اس کا سر منڈوا دو اور بال کے وزن کی چاندی صدقہ کرو ہم نے بالوں کو وزن کیا دو ایک درہم یا کچھ کم تھے۔

زمانۂ جاہلیت کا عقیقہ

ابوداؤد حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں، کہتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں جب ہم میں کسی کے بچہ پیدا ہوتا تو بکری ذبح کرتا اور اس کا خون بچہ کے سر پر پوت دیتا، اب جب اسلام آیا تو ساتویں دن ہم بکری ذبح کرتے ہیں اور بچہ کا سر منڈواتے ہیں اور سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے جس نے دنیا میں جلوہ گر ہوتے ہی سارے باطل رسموں کو ختم کر کے اپنا پاکیزہ قانون عطا فرمایا۔ اسی طرح زمانۂ جاہلیت میں جو رسم تھی کہ بکرے کے خون کو بچے کے سر کے اوپر پوت دیا جاتا تھا، بانیِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا بھی خاتمہ فرما دیا اور اس کی جگہ پر زعفران لگانے کا حکم فرما دیا۔

اسی طرح بعض جگہوں پر بچے کی پیدائش کے موقع پر چھٹی منائی جاتی ہے اور اس میں طرح طرح کے خرافات ہوتے ہیں، حتیٰ کہ بعض جگہوں پر باقاعدہ ناچ گانے کا اہتمام ہوتا ہے، سیکڑوں لوگوں کی پارٹی اور رقص و سرود کی محفل قائم کی جاتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم سنت یعنی عقیقہ کو ترک کر دیا جاتا ہے، جب کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے بچے کی پیدائش کے ساتویں دن دو بکرے اور بچی کی پیدائش کے ساتویں دن ایک بکرا ذبح کیا جائے، اس کو اپنے عزیز و اقارب، اپنے دوست و احباب میں تقسیم کیا جائے نیز اس مبارک و مسعود گھڑی میں فقیروں کو بھی اس گوشت سے ایک حصہ دیا جائے۔

عقیقہ کے متعلق مسائل

مسئلہ: گائے کی قربانی ہوئی، اس میں عقیقہ کی شرکت ہوسکتی ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کا جانور انہیں شرائط کے ساتھ ہونا چاہئے جیسا کہ قربانی کے لئے ہوتا ہے، اس کا گوشت فقرا اور عزیز و قریب، دوست و احباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا ان کو بطور ضیافت و دعوت کھلایا جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔

مسئلہ: بعض کا یہ قول ہے کہ سری، پائے حجام کو اور ایک ران دائی کو دیں باقی گوشت کے تین حصے کریں، ایک حصہ فقرا کا، ایک احباب کا اور ایک حصہ گھر والے کھائیں۔

مسئلہ: عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے، اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

مسئلہ: اس کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے صَرف (استعمال) میں لائے یا مساکین کو دے یا کسی اور نیک کام، مسجد یا مدرسہ میں صرف کرے۔ (بہارِ شریعت)

دعائے عقیقہ

لڑکا کے عقیقہ کی دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ ابْنِيْ فُلَانٍ (فلاں کی جگہ بیٹے کا نام لے۔ اگر دوسرے کے بیٹے کا عقیقہ کرے تو ابْنِيْ فُلَانٍ کی جگہ لڑکا اور اس کے باپ کا نام لے) دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَشَحْمُهَا بِشَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ

وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَآءً لِابْنِيْ فُلَانٍ (اس جگہ بھی فلاں کے بجائے بیٹے کا نام لے اور اگر دوسرے کے لڑکے کا عقیقہ کرے تو لِ کے بعد اس کا اور اس کے باپ کا نام لے۔ مِنَ النَّارِ وَتَقَبَّلْهَا مِنْهُ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ نَّبِيِّكَ الْمُصْطَفٰى وَحَبِيْبِكَ الْمُجْتَبٰى عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَآءُ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَ نُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ کر ذبح کرے۔

لڑکی کے عقیقہ کی دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ بِنْتِيْ فُلَانٍ (فلاں کی جگہ اپنی بیٹی کا نام لے۔ اگر دوسرے کی لڑکی کا عقیقہ کرے تو بِنْتِيْ فُلَانٍ کی جگہ لڑکی اور اس کے باپ کا نام لے) دَمُهَا بِدَمِهَا وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهَا وَشَحْمُهَا بِشَحْمِهَا وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهَا وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهَا وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَآءً لِبِنْتِيْ فُلَانٍ (اس جگہ بھی فلاں کے بجائے بیٹی کا نام لے اور اگر دوسرے کے لڑکی کا عقیقہ کرے تو لِ کے بعد اس کا اور اس کے باپ کا نام لے۔ مِنَ النَّارِ وَتَقَبَّلْهَا مِنْهَا كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ نَّبِيِّكَ الْمُصْطَفٰى وَحَبِيْبِكَ الْمُجْتَبٰى عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَآءُ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَ نُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ کر ذبح کرے۔

اگر مذکورہ دعا یاد نہ ہو تو عقیقہ کی نیت سے "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ کر ذبح کردے تو بھی عقیقہ ہوجائے گا۔ (بہارِ شریعت)

اے اللہ! ہم سب کو اسلام کے بتائے ہوئے پاکیزہ اصول و احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سنتوں پر عمل کرنے اور انہیں عام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

☆☆☆